

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

خود احتسابی کا فقدان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (المائدہ: ۱۰۵)
”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہو گئے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں
پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا۔ کہ تم کیا
عمل کرتے رہے ہو۔“

امت مسلمہ مسائل کی دلدل میں:

محترم سامعین! آج ہم اگر ہر طرف دیکھیں گھر کے اندر یا باہر، اندرون ملک، بیرون ملک ہر
جگہ مسلمان مسائل کا شکار ہیں۔ اندرون تو اختلاف اور جھگڑوں میں مبتلا ہیں تو بیرون غیر مسلم کے بچے
میں، اگر ان تمام مسائل پر غور کیا جائے تو ایک صحیح العقیدہ مسلمان یہ بات کہنے پر مجبور ہوگا کہ ان مصائب
و تکالیف کی اصل وجہ دین سے دوری اور حضور اکرم ﷺ کی سنتوں سے انحراف ہے آج امت مسلمہ کی
اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا اتباع چھوڑ کر اپنی من چاہی زندگی جو صرف
خواہشات پر مبنی ہے اپنائی ہوئی ہے تو ان ہی اعمال کی وجہ سے صبح و شام نئی تکالیف اور مصائب کا شکار
ہیں، قرآن مجید میں تمام مصائب اور مشکلات کا سبب ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ

كَثِيرٍ (الشوری: ۳۰)

”جو کچھ مصیبتوں سے تم دوچار ہوتے ہو وہ سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بہت سے
تمہارے بد اعمال اللہ تعالیٰ معاف بھی فرماتے ہیں یعنی انکی کوئی سزا نہیں دیتے۔“

مصائب و مشکلات کے اسباب:

بہر حال ہماری تمام تکالیف و مصائب، مسائل و مشکلات کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت رسول ﷺ سے روگردانی ہے اور یہ سبب سب کو معلوم بھی ہے اسی طرح ان مسائل کو حل کرنے کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جماعتیں دن رات مختلف طریقوں سے اصلاح کی کوششیں بھی کرتیں ہیں لیکن ان تمام کوششوں، قربانیوں کے باوجود بے دینی کا سیلاب دن بدن مزید پھیل رہا ہے مگر دین جہاں پر کھڑا تھا وہاں سے پیچھے کی جانب تو آتا ہے مگر ترقی کی جانب سفر نہیں کرتا اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب وہ آیت کریمہ ہے جو آپ حضرات کے سامنے خطبہ میں ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (المائدة: ۱۰۵)

”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔ اگر تم صحیح راستے پر ہو گئے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو“

ہمارا بنیادی مسئلہ:

محترم سامعین! جب اس آیت مبارک پر غور و فکر کریں تو ہمارے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جب بھی ہم اصلاح کی بات کرتے ہیں یا کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ہماری نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے کہ فلاں رشوت خور، زانی، شرابی، ڈاکو، حرام خور، قاتل، جھوٹا، بے نمازی وغیرہ ہے اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ہر چیز میں دھوکہ و فریب ہو رہا ہے۔ عربی و عیاشی کا بازار گرم ہے یہ سب بد اعمال دوسرے لوگ ہی کرتے ہیں لیکن ہمیں کبھی بھی اپنی جان کی فکر کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ یہ امور باطلہ تو ہمارے اندر بھی موجود ہیں یہ عیب اور برائیاں تو میرے اندر بھی پائی جاتی ہیں، میرا پہلا فرض تو یہ تھا کہ میں اپنی اصلاح پہلے کرتا لیکن ہمیں اپنے اندر کچھ بھی غلط نظر نہیں آ رہا بلکہ غلطی صرف دوسرے لوگ کر رہے ہیں اس لئے قرآن مجید نے بڑے بہترین انداز میں فرمایا: کہ اے ایمان والو! تم اپنی اصلاح کی فکر کرو جب تم خود راہ راست پر آ گئے تو پھر جو لوگ ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کے اعمال بد تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی واپس لوٹ کر جانا ہے اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ہر شخص سے اس کے اپنے اعمال کا سوال ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اعمال کا جائزہ لو کہ میرے کتنے اعمال اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر مشتمل ہیں اور کتنے

نافرمانی پر میرے کون سے کام سنت رسول ۷ کے موافق ہیں اور کتنے مخالف۔
 نکتہ چینی: میرے محترم سامعین! بعض اوقات آدمی کی نظر دوسرے لوگوں پر ہوتی ہے کہ فلاں فلاں
 عیوب میں مبتلا ہیں اور اپنے عیوب سے غافل اور بے فکر ہو جاتا ہے حالانکہ رسول ۷ ایسے ہی لوگوں کے
 بارے میں فرمایا: من قال: هلك الناس فهو اهلكهم یعنی جو شخص یہ کہے کہ تمام لوگ ہلاک ہو گئے کیونکہ
 ان کے اعمال و کردار گنہگار ہیں تو سب سے زیادہ ہلاکت کا شکار وہ شخص خود ہے جو دوسروں کی برائیاں
 تو بیان کر رہا ہے مگر اپنی حالت سے بے خبر ہے اور اگر ہم اپنی حالت پر غور و فکر کریں اپنے عیوب پر نظر ڈالیں
 اور ان کی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہمیں اپنی جانیں سب سے زیادہ معیوب اور بری نظر آئیں گی
 اور دوسرے لوگ خود سے بہتر معلوم ہونگے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کی تواضع و کسر نفسی: حضرت ذوالنون مصریؒ بڑے درجے کے اولیاء اللہ
 اور اتنے اونچے درجے کے بزرگ ہیں کہ ہم لوگ اس کا تصور و خیال بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے بارے میں
 ایک عجیب و غریب واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ان کے شہر میں قحط پڑ گیا، اور بارشیں بند ہو گئی۔ لوگ انتہائی
 پریشان حال اور مجبور ہو گئے، اور بارش کیلئے دعائیں اور نمازیں پڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے سوچا کہ آج
 کے دور میں کائنات کا سب سے بڑا ولی اور بزرگ حضرت ذوالنون مصریؒ ہیں ان کے پاس جا کر دعا کی
 درخواست کرتے ہیں جب وہ اللہ کے حضور دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا چنانچہ قوم اکٹھی ہو
 کر حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت: آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری
 قوم قحط اور تکلیف میں مبتلا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے۔
 حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: کہ دعا تو میں کروں گا انشاء اللہ، لیکن ایک بات سن لو، وہ یہ کہ قرآن کریم
 کا ارشاد ہے کہ: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (الشوری: ۳۰)
 جو کچھ تمہیں دنیا کی مصیبت یا پریشانی آتی ہے وہ لوگوں کی بد اعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ لہذا
 اگر بارش نہیں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بد اعمالیوں اور گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان گناہوں
 کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں، اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا
 چاہئے کہ ہم میں سے کون سا شخص سب سے زیادہ گناہگار ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ پوری بستی میں مجھے
 اپنی ذات سے زیادہ گناہگار آدمی نظر نہیں آ رہا اور میرا غالب گمان بھی یہ ہے کہ بارش کا رکنا اور قحط کا آنا
 اس وجہ سے ہے کہ میں اس علاقے میں موجود ہوں۔ جب میں اس گاؤں سے باہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی
 رحمت اس گاؤں کی طرف متوجہ ہوگی انشاء اللہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسی قحط سالی کا علاج یہ ہے

کہ میں اس علاقے سے دور چلتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و عافیت نصیب فرما کر آپ تمام قوم پر رحم و کرم کا معاملہ فرمائے۔

قابل تقلید عمل: محترم حضرات دیکھئے! حضرت ذوالنون مصریٰ جیسا بزرگوار اللہ کا کامل بندہ یہ خیال کر رہا ہے کہ اس علاقے میں مجھ سے بڑا گناہ گار کوئی نہیں۔ اس لئے اگر میں اس علاقے سے نکل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس بستی پر رحم فرما کر ان کی پریشانی دور فرمادیں گے۔ اب بتائیے کہ کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے؟ حضرت ذوالنون مصریٰ جیسے ولی اللہ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا بلکہ وہ حقیقتاً اپنے آپ کو یہ سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ گناہ گار اور عیب دار میں خود ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہر وقت ان کی نظر اپنی ذات پر تھی کہ میرے اندر کیا عیوب اور نقائص ہیں؟ اور ان کو میں کیسے ختم کروں گا۔

اپنے اعمال کا جائزہ: بہر حال جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے اور فلاں کے اندر یہ برائی ہے لیکن جب اپنے عیوب پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا بڑا مجرم نہیں جتنا بڑا مجرم میں خود ہوں، اس لئے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو سارے عیوب اور نقصانات سامنے آ گئیں، یاد رکھئے! کوئی انسان دوسرے انسان کے عیوب اور برائی سے اتنا واقف نہیں ہو سکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح: محترم سامعین! معاشرے کی اصلاح تو اس وقت ہوگی جب ہر وقت ہم سوچیں کہ میں جھوٹ بولنے کا عادی ہوں تو کس طرح میں جھوٹ سے چھٹکارا حاصل کر سکوں گا؟ میں غیبت کرنے کا بیمار ہوں تو اس غیبت کو کیسے چھوڑوں گا، میں دھوکہ باز ہوں اس جرم سے کیسے نجات حاصل ہوگی، اگر سودی کاروبار کرتا ہوں یا سود کا پیسہ کھاتا ہوں تو اس عظیم لعنت سے اپنے آپ کو کیسے بچاؤں۔ اگر میں بے پردگی اور عریانی و فحاشی میں مبتلا ہوں تو میں کیسے اس سیلاب سے خود کو محفوظ کروں گا، اور ان تمام عیوب کی اصلاح اپنی ذات سے شروع کرنا پڑے گی، جب تک ہمارے اندر یہ فکر پیدا نہیں ہوگی، یاد رکھیں! اس وقت تک میں اصلاح کی یہ فکر دوسرے کے اندر منتقل نہیں کر سکتا، اسی لئے قرآن کریم نے فرمادیا کہ:

عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدة: ۱۰۵)

”اپنی جانوں کی فکر کرو، اگر دوسرے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو ان کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں

پہنچا سکتی۔ بشرطیکہ تم راہ راست پر ہو۔“

سنت نبوی کی پیروی: میرے محترم سامعین! جب یہ فکر ہر ایک شخص کے ذہن میں پیدا ہوگی تو یہ معاشرہ خود بخود صحیح سمت روانہ ہو جائے گا اور موجودہ تمام مسائل خود بخود حل ہو گئے، اور اس کی زندہ و تابندہ

مثال حضور اکرم ﷺ کی مثالی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ کردار ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ عرب کا وہ انتہائی گمراہ اور جہالت میں ڈوبا ہوا معاشرہ جس میں کائنات کا ہر گناہ اور ہر فساد موجود تھا کس طرح ہدایت کا تابندہ سورج بن کر تمام دنیا کیلئے اسلام اور امن، خوشحالی اور کامیابی والا معاشرہ بن گیا اور ۲۳ سال کے مختصر عرصے کی محنت کے بعد وہ قوم پوری دنیا کیلئے ایک مثال اور نمونہ بن کر ابھرتی ہے یہ انقلاب کیسے آیا؟ حضورؐ کی پالیسی: حضور اکرم ﷺ نے ان ۲۳ سالوں میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گزارے اس کی دور میں نہ جہاد کا حکم، نہ کوئی سرداری اور حکمرانی ہے بلکہ اس وقت حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا بدلہ بھی مت لو بلکہ برداشت کرتے رہو صبر کا دامن ہاتھ سے جانے مت دینا کی زندگی کی تکالیف آپ حضرات کئے سامنے کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں حضرت بلال حبشیؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا سینے پر پتھر کی سلیں رکھی جاتی، عمار کے والد حضرت یاسرؓ کو بیدردی سے شہید کیا گیا حضرت سمیہؓ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کیا گیا اور یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار کرو، جس وقت صحابہ کرامؓ پر یہ ظلم کیا جا رہا تھا تو اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ کم از کم ایک تھپڑ اور لات تو مار سکتے تھے لیکن اس وقت حکم یہ تھا کہ تکلیف برداشت کرتے رہو بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ لہذا کی زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گزرے کہ اس میں حکم یہ تھا عبادت میں لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے برداشت اور صبر کا دامن مت چھوڑو۔ تو اس کے بعد مدینہ طیبہ کی زندگی کا آغاز ہوا پھر آپ نے وہاں ایسا نظام قائم فرمایا کہ کائنات نے ایسا نظام نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی تا قیامت دیکھ سکے گی اور وجہ صرف یہ تھی کہ ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر میں مگن تھا اور ان کا پہلا کام یہ تھا کہ اپنی اصلاح کی فکر کرو اپنی اصلاح کے بعد جب انسان آگے دوسروں کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائے گا تو انشاء اللہ اس میں کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی۔ پھر وہی ہوا کہ صحابہ کرامؓ جس جگہ پر بھی پہنچے فتح ہی فتح، غلبہ ہی غلبہ اور تمام عالم کفران سے مرعوب تھا

اپنے آپ کا محاسبہ: محترم حضرات! میری تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہماری اصلاح کی تمام کوششیں اور قربانیاں ناکامی کا شکار ہیں اور معاشرے پر انکا کوئی نمایاں اثر نظر نہیں آتا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی اصلاح کے بجائے دوسرے لوگوں کیلئے مصلح بن گئے ہیں حالانکہ پشتو میں ضرب المثل ہے کہ ”چھلنی نے کوزے کو کہا کہ تم میں دوسرا خ ہیں“ یہی ہماری حالت ہے کہ خود عیوب سے بھرے پڑے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔